Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵

اِنَّ الفضل بیدِ اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور پاکستان

یوم شنبہ

۱۵ شعبان ۱۳۶۹ھ

سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ” ”
ماہوار ۲/۱/۲ ”

جلد ۴/۳۸	۳ احسان ۱۳۲۹ ہش	۳ جون ۱۹۵۰ء	نمبر ۱۲۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ مئی - مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ خط مطلع فرماتے ہیں:-
سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ نزلہ بھی ہے احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔

پرسوں مورخہ ۲۹ بروز سوموار سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا سات بجے صبح اپنے ذاتی مکان اور آج مورخہ ۳۱ چھ بجے صبح تعلیم الاسلام ہائی سکول قصر خلافت دفاتر تحریک جدید - دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور دفاتر لجنہ اماء اللہ کا سنگ بنیاد رکھا اور ہر مقام پر اینٹ پر سات اینٹیں رکھنے کے بعد دعا فرمائی - بعض احباب نے بھی جو دوسرے ممالک سے آئے ہوئے ہیں مثلاً جرمنی امریکہ مصر - سوڈان وغیرہ بمعہ حضرت مفتی صاحب اینٹیں رکھیں۔

موجودہ حالات کے تقاضہ کو پیش نظر نظارت دعوۃ و تبلیغ کے کام کی پنج سالہ اہم اسکیم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائی ہے اور کام کو وسعت دینے کی غرض سے سکیم کی بنیاد ذیل نظارتوں کے اشتراک عمل پر رکھی گئی ہے یعنی نظارت دعوۃ و تبلیغ نظارت تالیف و تصنیف اور نظارت امور عامہ نیز نظارت دعوۃ و تبلیغ میں مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور نظارت امور عامہ میں مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو منتقل کیا گیا ہے۔

ربوہ ۱۲ مئی - آج شام وکیل المال صاحب تحریک جدید نے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور ۱۳ مئی تک دفتر اول و دوم کے وعدے پورے کرنے والے مخلصین کی فہرست دعا کے لئے پیش کی۔

ربوہ یکم جون مکرم وکیل التبشیر صاحب ربوہ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ افریقہ براستہ لاہور کراچی نہیں جا رہے۔ بلکہ خانیوال کے راستے ۴ جون کو تشریف لے جا رہے ہیں۔

مردان یکم جون - مکرم مولوی چراغدین صاحب مبلغ مردان سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ آپکے والد صاحب معین الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود کے صحابی تھے وفات پا گئے ہیں احباب مرحوم کے رفع درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

ناگزیر حالات کے ماتحت التوا احباب مطلع رہیں

لاہور ۲ جون - میجر جنرل محمد اعظم صاحب نے مورخہ ۳ جون بروز ہفتہ بوقت ۹ بجے صبح کالج ہال میں طلباء کالج سے خطاب کرنا منظور فرمایا تھا۔ آپ کی یہ تقریر بعض مجبوریوں کی بناء پر اب ملتوی کر دی گئی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

چوہدری محمد ظفراللہ خان اور مسٹر مشتاق احمد گورمانی سے سراوون ڈکسن کی ملاقاتیں

کراچی ۲ جون - سلامتی کونسل کے نمائندے سراوون ڈکسن نے آج یہاں مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں پر حکومت پاکستان کے نمائندوں سے بات چیت شروع کی۔ صبح آپ نے گورنر جنرل پاکستان ہز ایکسیلینسی الحاج خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی اس کے بعد آپ وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفراللہ خاں کے مکان پر تشریف لے گئے اور بڑی دیر تک آپ سے باتیں کرتے رہے۔ بعد میں آپ نے امور کشمیر کے وزیر مشتاق احمد صاحب گورمانی سے بھی ملاقات کی۔ تیسرے پہر چوہدری محمد ظفراللہ خاں سے آپ کی بات چیت پھر شروع ہوئی۔ ملاقات ساڑھے تین بجے شروع ہو کر تین گھنٹے تک جاری رہی۔ سراوون ڈکسن کے مشیر ایرک کولبن نے بھی صبح پاکستان کے سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی سے بات چیت کی اس ملاقات کے وقت پاکستان کے افسر رابطہ مسٹر محمد ایوب بھی موجود تھے۔ آج رات گورنر جنرل نے سر ڈکسن کے اعزاز میں ایک دعوت طعام کا انتظام کیا۔

سراوون ڈکسن کل رات گئے نئی دہلی سے کراچی پہنچے تھے۔ کراچی پہنچنے کے بعد اخباری نمائندوں سے گفتگو کے دوران میں آپ نے امید ظاہر کی کہ کشمیر سے فوجیں نکالنے کے متعلق دونوں حکومتوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائیگی۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا نئی دہلی میں حکومت ہند کے نمائندوں سے میری جو بات چیت ہوئی ہے۔ اس کی روشنی میں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کشمیر کا مسئلہ بخیر و خوبی طے نہ ہو جائے۔

قرآن مجید مترجم کے ہدیہ میں رعایت

اس خیال سے کہ رمضان شریف میں احباب قرآن مجید کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ پڑھ سکیں۔ زبردست رعایت کی گئی ہے۔

قرآن مجید مترجم از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جس کے حاشیہ پر تفسیری نوٹ بھی ہیں۔ ہدیہ مجلد بارہ روپے کی بجائے دس روپے۔ حمائل شریف مترجم جس کا ترجمہ حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے کیا ہوا ہے۔ ہدیہ مجلد سات روپے ۔/۷/-

ملنے کا پتہ:- مکتبہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ

کان کنی کی مشاورتی کمیٹی کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح

کراچی ۲ جون - پاکستان کے وزیر صنعت چوہدری نذیر احمد خاں نے آج یہاں کان کنی کی مشاورتی کمیٹی کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کیا افتتاحی تقریر میں پاکستان کے معدنی ذرائع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا پاکستان میں تیل کی صنعت نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم ہے اور اسکی مزید ترقی کے روشن امکانات موجود ہیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ ۱۹۴۹ء میں ۸ لاکھ بیرل تیل نکالا گیا۔ یہ مقدار سال گذشتہ کی نسبت دوگنی ہے کوئلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آجکل پاکستان میں ۲۵ ہزار ٹن کوئلہ روزانہ نکالا جاتا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس مقدار کو جلد ہی ۵۰ ہزار ٹن تک بڑھا دیا جائے۔ علاوہ ازیں کوئلہ نکالنے کے سائنٹفک طریقوں کو رائج کرنے کا بندوبست بھی کیا جا رہا ہے کرومائیٹ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اب تک ۲۲۶۶۷ ٹن کرومائیٹ نکالا جا چکا ہے۔ صنعتی ترقی کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے کہا ہماری خواہش ہے کہ عوام کو صنعتی تعلیم سیکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا پورا پورا موقع دیا جائے اور اس میں ان کی دلچسپی کو ہر ممکن طریقے سے ابھارا جائے لیکن اس کے لئے ایک عرصہ درکار ہے اور حکومت صنعتی ترقی کے لئے مدت مدید تک انتظار نہیں کر سکتی اس لئے مجبوراً غیر ملکی ماہرین کو دعوت دی گئی ہے۔ بیرونی ذرائع سے فنی امداد کے حصول کے سلسلے میں آپ نے دولت مشترکہ اقوام متحدہ کے ٹیکنیکل امداد کے ادارے صدر ٹرومین کے چار نکاتی پروگرام اور دوسرے ممالک کیساتھ معاہدات کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ ان ذرائع سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کانفرنس میں صوبائی حکومتوں اور پرائیویٹ فرموں کے ۸۱ نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔

واشنگٹن ۲ جون امریکہ کی وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت پاکستان نے امریکی تاجروں کو دعوت دی ہے کہ وہ بہاولپور کے علاقے میں تیل کے وسائل کو ترقی دینے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔

مسٹر لیاقت علیخاں ایشیا میں امن کے محافظ ہیں (میکنزی کنگ)

اوٹاوا ۲ جون وزیراعظم پاکستان مسٹر لیاقت علیخاں اور بیگم لیاقت علیخاں آج یہاں سے کنگسٹن روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ ٹورنٹو تشریف لے جائینگے۔ کل رات کینیڈا کے سابق وزیر اعظم مسٹر میکنزی کنگ نے کہا۔ مسٹر لیاقت علیخاں ایشیا میں امن کے محافظ ہیں۔ انہوں نے دہلی جا کر اقلیتی معاہدے کے ذریعہ ہندوستان و پاکستان کی ہی نہیں بلکہ امن عالم کی خدمات سرانجام دی ہیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ یکم جون ۱۹۵۰ء

چہ دلاور است دزدے......

ہفت روزہ آفاق مورخہ ۲۸ مئی میں جو دوسرا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں صاحبِ مضمون نے اس بات پر کہ انہوں نے اپنے خیال میں الفضل کی ایک غلطی پکڑ لی ہے۔ بڑے شادیانے بجائے ہیں

بات یہ ہے۔ کہ مقالہ نگار صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی تازہ تصنیف پر ایک تبصرہ "آفاق" میں شائع کیا تھا۔ جس کے متعلق ہم نے الفضل میں ذرا تفصیل سے لکھا تھا۔ مقالہ نگار کو اس کا بہت گلہ ہے۔ مگر خیر آمدم بر سرِ مطلب۔ مقالہ نگار صاحب نے اپنے تبصرہ میں فرمایا تھا۔ کہ

"کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم۔ یہ ہے بنیادی اصول جس کی بنا پر حضرت عمرؓ نے عراق کی زرخیز زمین کو حکومت کے قبضہ میں رکھا۔"

ہم نے اسی پر لکھا تھا۔ کہ

یہ بعینہٖ اسی ذہنیت کی ایک اور مثال ہے جس کا تجزیہ امام جماعت احمدیہ نے مولوی عبید اللہ سندھی کے متعلقہ حالات بیان کر کے کیا ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے عراقی زمینوں کے متعلق سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ آپ نے تقریباً اس کے متعلق تمام روایات کا جائزہ لیا۔ اور ان زمینوں کے متعلق جو تنازعہ ہوا تھا۔ اس کو شروع سے لے کر آخر تک بیان کیا۔ اگر اس میں سے کیلا یکون دولۃ من الاغنیاء منکم کا اصول حذف ہو گیا تھا۔ تو مقالہ نگار کو چاہیئے تھا۔ کہ تاریخ نکال کر وہ حوالہ پیش کرتے۔ محض آزاد خیال آرائی کا کوئی فائدہ نہیں"۔

اس پر مقالہ نگار اپنے موجودہ مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"یہ بڑا زبردست چیلنج ہے۔ واقعی اگر حضرت عمرؓ نے اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اور ہم نے اس آیت سے استدلال کر کے کہہ دیا۔ کہ حضرت عمرؓ نے اسی قرآنی اصول کی وجہ سے ذاتی ملکیت سوادِ عراق پر قائم نہ ہونے دی۔ تو ہم نے سخت غلطی کی۔ لیکن اگر حضرت عمرؓ نے ان آیات کو فقط اپنے استدلال کی بنا قرار دیا۔ تو پھر ہماری "ملحدانہ آزاد خیالی" عین اسلام ہوئی اور اسے ملحدانہ آزاد خیالی کہنے والا نہ جانے کیا ہوا"

(آفاق ۲۸ مئی ۱۹۵۰ء)

یہ معاملہ سوادِ عراق کی زمینوں کے متعلق تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس تنازعہ کے متعلق اپنی تصنیف میں کتاب الخراج صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر سے بھی ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ جس کا مکمل ترجمہ کتاب مذکور سے درج ذیل ہے:۔

"محمدؐ بن اسحاق نے امام زہری سے روایت کی ہے۔ کہ جب سوادِ عراق فتح ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان میں سے اکثر کی رائے یہ تھی۔ کہ اس کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ شدت سے اس بات پر مصر تھے۔ کہ یہ ضرور تقسیم ہو جانا چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی۔ کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور فی الحال تقسیم نہ کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان لوگوں کی مخالفت دیکھتے تھے۔ تو بے اختیار اللہ تعالےٰ سے یوں دعا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ بلال رضؓ اور اس کے ساتھیوں کے اعتراض سے مجھے بچا۔ اور ان کا جواب مجھے خود سمجھا۔ یہ بحث دو تین دن تک یا اس سے کم وبیش جاری رہی۔ آخری دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اب مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دلیل مل گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ اپنے رسولؐ کو عطا فرمائے۔ ایسی چیزیں جن پر تمہارے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑے بلکہ اس نے خود ہی اپنے فضل سے اپنے رسولؐ کو جس چیز پر چاہا۔ قبضہ دے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس آیت کی تلاوت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہاں تک تو یہودیوں کے بنو نضیر قبیلہ کے متعلق ذکر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اگلی آیتوں میں تمام ملکوں کے متعلق احکام جاری فرمائے ہیں۔ اور فرمایا۔ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو بستیوں اور اس کے باشندوں میں سے بخشا۔ وہ اللہ تعالےٰ کا ہے۔ اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ اور قریبیوں کا ہے۔ اور یتامیٰ کا ہے۔ اور مساکین کا ہے۔ اور مسافروں کا ہے۔ تاکہ یہ مال تم میں سے امیروں کے درمیان چکر کھانے والا نہ بن جائے۔ اور رسول اس مال میں سے تم کو جو کچھ دے۔ وہ لے لو۔ اور جس بات سے روکے اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ سزا دینے میں سخت بھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے۔ کہ یہ مال مہاجر غریبوں کے لئے ہے۔ جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اپنے مالوں سے محروم کئے گئے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اتنی آیتیں پڑھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دیکھو پھر اللہ تعالیٰ نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ان کے ساتھ ایک اور جماعت کو ملایا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے بھی جو اس گھر میں پہلے سے رہتے تھے۔ اور جنہوں نے کہ ایمان کو اپنے دلوں میں داخل کر لیا تھا۔ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ جو ہجرت کر کے ان کے شہر میں آ بسے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں اس مال سے جو ان کو دیا جائے۔ پورا استغناء محسوس کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی غربت اور فاقہ میں کیوں نہ مبتلا ہوں۔ اور جس قوم کے دل سے اللہ تعالیٰ بخل کو دور کر دے۔ وہ قوم بڑی کامیابی پانے والی ہوتی ہے یہ آیتیں پڑھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جہاں تک ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معلوم ہوا ہے۔ یہ آیتیں خاص طور پر انصار کے متعلق ہیں۔ پھر فرمایا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ان کے ساتھ ایک اور جماعت کو ملا دیا۔ اور فرمایا۔ وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش۔ اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش۔ جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ اور ہمارے دلوں میں مومنوں کے متعلق بغض پیدا نہ کر۔ تو بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ پھر فرمایا۔ دیکھو یہ آیتیں ان سب لوگوں کے متعلق ہے۔ جو بعد میں آئیں گے۔ اور قرآنی فیصلہ کے مطابق حکومت کو تمام لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پس ہم کس طرح تمام اموال کو موجودہ نسل میں تقسیم کر دیں۔ اور جو ابھی تک آئے نہیں۔ ان کا حصہ کوئی چھوڑیں ہی نہ۔ اس پر تمام صحابہ رضؓ حضرت عمر رضؓ کے ساتھ متفق ہو گئے۔ اور سوادِ عراق پر خراج لگانے کا فیصلہ دے دیا۔ (کتاب الخراج صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر)

مقالہ نگار نے اس روایت میں سے حسب ذیل عبارت کتر بیونت کر کے اپنے مضمون میں نقل کر کے الفضل پر اپنی خفگی کی بوچھاڑ فرمائی ہے۔

"جب سوادِ عراق فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ ان میں سے اکثر کی رائے یہ تھی۔ کہ اس کو تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی۔ کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ بحث دو تین دن تک جاری رہی۔ آخری دن حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ اب مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک دلیل مل گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو بستیوں اور ان کے باشندوں میں سے بخشا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ اور قریبیوں کا ہے۔ اور یتامیٰ کا ہے۔ اور مساکین کا ہے۔ اور مسافروں کا ہے...... کیلا یکون دولۃً بین الاغنیاء منکم.........

پھر فرمایا۔ کہ یہ آیات ان سب لوگوں کے متعلق ہیں۔ جو بعد میں آئیں گے۔ پس ہم کس طرح تمام اموال کو موجودہ نسل میں تقسیم کر دیں۔ اور جو ابھی تک نہیں آئے۔ ان کا کوئی حصہ چھوڑیں ہی نہ۔ اس پر تمام صحابہ رضؓ حضرت عمر رضؓ کے ساتھ متفق ہو گئے۔ اور سوادِ عراق پر خراج کا فیصلہ دے دیا گیا۔"

اب اس عبارت میں مقالہ نگار صاحب نے علاوہ کتر بیونت کے ایک نہایت نازک اور خفیف سی ہم تو یہی کہیں گے۔ کہ دانستہ تحریف بھی کر ڈالی ہے۔ کیونکہ آپ کی خفگی کی تمام عمارت اس نازک اور خفیف سی تحریف پر قائم ہے۔ اس لئے یہ بظاہر نازک اور خفیف سی تحریف مسئلہ زیر بحث کے ضمن میں نہایت اہم ہو گئی ہے۔ یہ تحریف یہ ہے۔ کہ آپ نے جو عبارت حضرت امام جماعت احمدیہ کے ترجمہ سے نقل کی ہے۔ اور جو کئی ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری ٹکڑے میں آپ نے لفظ "آیت" کی "ا" سے پہلے ایک چھوٹا سا الف بڑھا کر اس کو "آیات" بنا دیا ہے۔ تاکہ یہ ثابت ہو۔ کہ حضرت عمرؓ نے سوادِ عراق کی زمینوں کا جو فیصلہ کیا تھا۔ وہ ان تمام آیات پر مبنی تھا۔ جو آپ نے اس وقت تلاوت فرمائی تھیں۔

تنازعہ تو صرف یہ تھا۔ کہ حضرت عمرؓ عراقی زمینوں کو آئندہ آنے والوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ اور آپ نے خاص اس معاملہ میں جس آیہ کریمہ سے تائید و تقویت حاصل کی تھی۔ وہ صرف ایک آیت تھی۔ نہ کہ تمام آیات۔ اور وہ آیت یہ تھی۔

والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًا للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف الرحیم۔ (سورہ حشر)

یہ آیہ کریمہ پڑھ کر حضرت عمرؓ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ ہم روایت کے اصل عربی الفاظ میں یہاں درج کرتے ہیں۔

(باقی دیکھو صفحہ ۸ پر)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ـ ھُوَ النَّاصِرُ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے

چند تازہ رویا و کشوف

فرمودہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

(۱)

فرمایا:۔

دو ماہ ہوئے میں نے رویا میں دیکھا کہ گویا میں کشمیر میں ہوں اور مکرم شیخ عبداللہ صاحب جو فنانشل کمشنر صاحب کے دفتر میں انڈر سیکرٹری تھے۔ اور جو آج کل میں غالباً انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ وہ گویا سرینگر میں کسی اہم کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اور میں انہی کے ہاں مہمان ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں صرف چند گھنٹے کے لئے وہاں گیا ہوں۔ اور اسی دن میں نے واپس آجانا ہے۔ شیخ صاحب مجھ سے اصرار کرتے ہیں۔ کہ میں کچھ کشمیر کی سیر بھی کر لوں۔ اور ایک دو دن ٹھہر جاؤں۔ لیکن مجھے یہ اصرار ہے۔ کہ میں آج ہی واپس جانا چاہتا ہوں۔ ان کے اصرار پر میں نے کہا مثلاً کونسی جگہیں ہیں۔ جن کے متعلق آپ سمجھتے ہیں۔ کہ دیکھ لینی چاہئیں۔ انہوں نے دو جگہوں کا نام لیا۔ جن میں سے ایک کوثر ناگ ہے۔ دوسری کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اور انہوں نے مجھے تصویریں دکھائیں۔ کہ یہ ان جگہوں کی تصویریں ہیں۔ وہ تصویریں مجھے کچھ عجیب طرز کی معلوم ہوئیں۔ اور میں نے پوچھا کہ یہ تصویریں کس طرح لی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تصویریں ہوائی جہاز کے ذریعہ سے لی گئی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ تصویریں حرکت کرتی ہیں۔ مثلاً جب میں نے کوثر ناگ کی تصویر دیکھی تو میں نے دیکھا اس کا پانی نہائت شفاف ہے۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ اور اچھل اچھل کر کناروں پر گر رہا ہے۔ لیکن چونکہ مجھے کوئی ضروری کام معلوم ہوتا ہے۔ میں نے مکرم شیخ صاحب کی بات نہیں مانی اور واپس آگیا۔

دوسرے دن پھر میں نے اسی کے تسلسل میں رویا دیکھا کہ گویا میں گھر میں واپس آکر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے شیخ صاحب کی بات کیوں نہ مان لی۔ اور کیوں نہ ایک دو دن کے لئے سرینگر ٹھہر گیا۔ اور یہ خیال مجھ پر اتنا غالب آیا کہ میں نے دوبارہ کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت مجھے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے علاقہ سے کشمیر تک ریل جاتی ہے۔ اور میں اس خیال کے زور پکڑ جانے پر سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت میرے ساتھ کوئی احمدی نہیں۔ میں سٹیشن پر پہونچا۔ تو اس وقت کچھ اور مسافروں کے متعلق بھی معلوم ہوا کہ وہ کشمیر جا رہے ہیں۔ میں ان سے بات کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں سٹیشن کی طرف سے سیٹی کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ کشمیر جانے والی ریل روانہ ہو گئی ہے۔ میں دل میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں تو کبھی ریل سے رہا نہیں۔ اور دوسرے لوگ جو مایوس ہو گئے ہیں۔ ان سے میں نے کہا۔ کہ چلو ریل آگے چلکر ضرور کھڑی ہو جائے گی۔ چنانچہ میں ان کو لے کر سٹیشن کی طرف روانہ ہوا تو معلوم ہوا۔ ریل واقعہ میں تھوڑی دیر چل کر کھڑی ہو گئی ہے۔ جب میں ریل کے پاس پہونچا۔ تو بعض کمروں میں داخل ہونے سے معلوم ہوا کہ ٹرین کے کمرے اس طرح کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ کہ کسی آدمی کی گنجائش نہیں۔ تب میں حیران ہو کے سڑک پر کھڑا ہو گیا کہ اب میں کیا کروں۔ میں اسی طرح کھڑا تھا کہ مکرم شیخ فضل دین صاحب سابق تاجر ڈلہوزی حال لاہور پر میری نظر پڑی وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں اس طرح کیوں کھڑا ہوں۔ میں نے ان کو حال بتایا تو وہ کہنے لگے۔ کہ میں جا کر آپ کے لئے جگہ تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ ریل کے مختلف کمروں میں گئے۔ پھر انہوں نے مجھے بلایا۔ میں جب کمرہ میں داخل ہوا۔ تو وہ ایک سیلون نما کمرہ ہے۔ لیکن عام کمروں میں سے بڑا۔ اس میں صفائی کچھ زیادہ اچھی نہیں۔ مگر جگہ ہے۔ میں اس کی صفائی کی وجہ سے کچھ متردد سا تھا۔ کہ اتنے میں مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب رئیس لاہور چھاؤنی کہ ان کی بھی جائداد ڈلہوزی میں تھی اور وہیں سے ہماری واقفیت ہوئی نظر پڑے۔ شیخ صاحب نے ان سے کہا کہ ان کو اچھی جگہ نہیں ملتی۔ آپ ان کے لئے کوئی اچھی سی جگہ تلاش کریں۔ چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اور کمرے دیکھے۔ اور پھر مجھے ایک نہائت اچھے سے کمرے میں لے گئے۔ کہ یہاں آپ بیٹھ سکتے ہیں۔ وہ کمرہ زیادہ اچھا اور صاف اور عمدہ ہے۔ اور اس وقت کوئی آدمی بھی اس میں نہیں۔ میں اس کمرہ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی:۔

(۲)

قریباً ایک مہینہ ہوا میں نے دیکھا کہ میری لڑکی امۃ النصیر بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ نے ناک میں ایک لونگ پہنا ہوا ہے۔ یہ زیور ہمارے ملک سے اب قریباً اڑ گیا ہے۔ پہلے اس کا بہت رواج تھا وہ لونگ بہت بڑا ہے۔ اور اس کا نگ اس شکل کا ہے جیسے ستارے بنائے جاتے ہیں۔ لیکن ستارے تو چار گوشیہ بنائے جاتے ہیں۔ وہ شش گوشیہ ہے۔ اور وہ نگ جو ستاروں کے گوشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ نہائت روشن چمکدار اور سفید ہیں اور عام نگوں سے مختلف ہیں۔

(۳)

سات آٹھ دن ہوئے میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ اور اس گلی میں سے گذر رہا ہوں۔ جس گلی سے گذر کر بٹالہ سے تانگوں میں آنے والے مسافر مہمانخانہ کی طرف جایا کرتے تھے۔ میں تیز تیز چل رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے خطاب کر کے ایک شعر پڑھ رہا ہوں۔ اس شعر کا پہلا مصرع تو قریباً پوری طرح مجھے یاد ہے ممکن ہے کوئی لفظ آگے پیچھے ہو گیا ہو۔ دوسرا مصرع اپنی اصلی شکل میں مجھے بھول گیا۔ لیکن اکثر الفاظ یاد رہ گئے۔ جس سے میں نے اس مصرع کو مرتب کر لیا۔

وہ شعر جو میں پڑھ رہا ہوں بہ تبدیلیٔ قلیل یہ ہے ؎

کتنی ہی راتیں لمبی ہوں یا کتنے ہی دن لمبے ہوں
جب تم ہو میرے پہلو میں بس یونہی گزر جاتے ہیں وہ

(۴)

آج رات میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں۔ جس میں کچھ تو میدان ہے اور اس میں اس طرح دھوپ پڑ رہی ہے۔ جیسے کہ آٹھ نو بجے دن کا وقت ہوتا ہے۔ اور اس میدان کے پہلو میں ساتھ ساتھ ایک باغ چلا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی ہمارا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس باغ کے درخت نظر نہیں آتے۔ لیکن سایہ بڑا گھنا ہے۔ جیسے برسات کے موسم میں گھنے جنگل والے پہاڑوں پر سایہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کا سایہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یا جیسے کسی چھت والے برآمدہ کے در بند کر کے اندھیرا کیا جائے۔ اسی قسم کی تاریکی وہاں نظر آتی ہے۔ غرض وہ نہائت سایہ دار باغ ہے۔ جس میں دھوپ کی کوئی کرن بھی نہیں پڑتی۔ اس باغ کے درمیان میں سے باہر کی طرف دروازہ جاتا ہے۔ اور خواب میں میں اس جگہ کو اپنا ملک سمجھتا ہوں۔ اور اس سے باہر غیر ممالک سمجھتا ہوں۔ اتنے میں میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ باغ کے دروازہ کے پاس ایک کھڑکی میں سے ایک شخص کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ اپنے باغ کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیں۔ کہ ہم اندر داخل ہوں۔ اور آپ کے باغ کی سیر کریں۔ اور اس کے سایوں میں بیٹھیں۔ اور اس کی ٹھنڈک سے لطف اٹھائیں۔ مجھے اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی غیر ملک کا بادشاہ ہے۔ اور یہ صلح کر کے ہمارے ملک میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اور اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم نے دروازہ نہ کھولا۔ تو پھر یہ

زور سے داخل ہو گا اور قہر سے قبضہ کرنا چاہے گا۔ تب میں نے مناسب سمجھا کہ میں خود باہر نکل کے اس سے بات کروں۔ میں نے اپنے پیچھے کی طرف دیکھا اور آواز دی۔ کہ ہمارے خاندان کے لوگ مرنے کے لئے میری پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو جائیں۔ گویا میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہمیں اس سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور موت تک مقابلہ کرنا پڑے گا اس وقت بہت ہی کم آدمی ہمارے ساتھ ہیں۔ صرف پانچ چھ آدمی نظر آئے۔ جو میرے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ سارے ہمارے خاندان کے تھے۔ یا کوئی اور بھی تھا۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان میں سے ایک جس نے لدھیانی چارخانہ کا کوٹ پہنا ہوا ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب ہیں۔ اور کچھ میرے لڑکے ہیں۔ اور کچھ اور لوگ ہیں شائد ہمارے خاندان کے ہی ہیں یا غیر۔ بہرحال پانچ چھ آدمی ہیں۔ جو آکر کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے باغ کا دروازہ کھول دیا۔ اور اس بادشاہ سے بات کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس وقت میرے اپنے ہاتھ میں ایک باریک ٹہنی درخت کی پکڑی ہوئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں اسکے ساتھ اس بادشاہ اور اس کی فوج پر حملہ کرونگا۔ وہ ایک لچکدار ٹہنی ہے۔ ایک انگلی کے برابر موٹی اور کوئی ڈیڑھ گز لمبی جس کے سرے پر کچھ پتے بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارے دروازہ کے ساتھ کھڑا ہے۔ اور اس کے پیچھے اس کے ہمراہی ہیں۔ آجکل کی فوج کی قسم اس کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ جیسے پرانے زمانہ میں یورپ میں بادشاہوں کے ساتھ نائٹ ہوتے تھے۔ اسی قسم کے کئی سو جرنیل اس کے ساتھ معلوم ہوتے ہیں۔ سب کے کوٹ کالے ہیں۔ قد بہت لمبے لمبے اور سر پر ایک عجیب قسم کی ٹوپی ہے۔ جو رومی ٹوپی کے مشابہ ہے۔ لیکن اس کا اوپر کا سرا کلاہ کی طرح پتلا ہے۔ میں اس بادشاہ کے پاس پہنچا۔ اور میں نے اس سے گفتگو کی۔ میں اس وقت اس سے اردو میں عربی کے طریق پر بات کرتا ہوں۔ یعنی تُو تُو کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اسے کہا

تُو صلح کے نام سے ہمارے ملک میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تُو کہتا ہے کہ ہم تمہارے باغ کی سیر کریں گے۔ اور اس کے سایوں میں بیٹھیں گے۔ اور اس کی ٹھنڈک سے لطف حاصل کریں گے۔ لیکن تیرا منشاء یہ ہے کہ تُو ہمارے ملک پر قبضہ کرے۔ اور صلح کر کے دھوکہ دے۔ میں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہ کہہ کر میں نے اپنی چھڑی سے اس پر حملہ کیا۔ بجائے اس کے کہ وہ میرا مقابلہ کرتا۔ وہ اس چھڑی سے گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہمراہی بھی پیچھے ہٹے۔ میں تبدیل الفاظ کے ساتھ اوپر والے مضمون کو دہراتا چلا گیا۔ اور چھڑی سے اس پر حملہ کرتا گیا۔ اور وہ بادشاہ اور اس کے ساتھ کے جرنیل پیچھے ہٹتے گئے۔ کچھ عرصہ چلنے کے بعد ایک موڑ آیا۔ اس پر وہ بادشاہ مڑ گیا پھر ایک اور موڑ آیا۔ اور اس پر بھی وہ مڑ گیا۔ اس موڑ پر جب میں نے اس پر حملہ کیا۔ تو وہ کسی اونچی چیز پر چڑھ گیا۔ جیسے کوئی بڑے درخت کا ٹنڈ ہوتا ہے۔ اس وقت میں نے پھر وہی بات دہراتے ہوئے کہا۔ کیا تیرے لئے بازنطین حکومت کا انجام کافی نہیں تھا۔ (یعنی وہ رومی حکومت جو قسطنطنیہ میں قائم تھی۔ اور جس کا اسلام کے ساتھ مقابلہ ہوا تھا۔) کیا خدا نے تم کو اس کے ذریعہ سے خبردار نہیں کر دیا تھا۔ جب بازنطین حکومت نے مسیح کا مقابلہ کیا چاہا۔ اور اسے مغلوب کرنا چاہا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کے درخت میں کیڑا لگا دیا۔ اور وہ کھوکھلا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر گر گیا۔ جب میں نے یہ لفظ کہے تو میرے سامنے ایک درخت نمودار ہوا۔ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بازنطین حکومت کا درخت ہے۔ اور اس درخت کی جڑ میں مجھے ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا۔ جس نے اس کے اندر کی ساری لکڑی کھائی ہے۔ اور وہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے۔ جیسے وہ گرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اس درخت کو بازنطین کے باشندوں نے خوب سجایا ہوا ہے۔ اور قسما قسم کے رنگوں کی دھجیاں اس کے گرد لپٹی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ درخت جو یکدم سامنے لایا گیا ہے۔ تو یہ اس بادشاہ کو دکھانے کے لئے لایا گیا ہے۔ جب میں نے یہ کہا کہ پھر وہ درخت گر گیا۔ تو اس بادشاہ نے نہایت مرعوب ہو کر میری بات کی تصدیق کی۔ اور کہا ہاں پھر بازنطین کا درخت گر گیا۔ میں نے کہا۔ کیا تو نے اس سے بھی سبق حاصل نہ کیا۔ اور تو نے چاہا کہ تُو ہمارے باغ میں داخل ہو۔ اور اس پر قبضہ کر لے۔ یہ کہہ کر میں نے سمجھا۔ کہ میں نے حجت تمام کر دی ہے۔ اور میں واپس لوٹا۔ جب میں واپس لوٹنے لگا۔ تو میں نے دیکھا کہ تمام راستہ میں اس بادشاہ کے جرنیل کھڑے ہیں۔ سب کے سیاہ لباس ہیں۔ لمبی شیروانیاں ہیں جن کے گلے بند ہیں۔ اور سر پر وہی عجیب قسم کی ٹوپیاں ہیں۔ جب میں مڑا۔ تو میری پیٹھ کے عین پیچھے ایک جرنیل میرا راستہ روکتے ہوئے کھڑا تھا۔ اس کا قد کوئی نو فٹ کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ میری آنکھیں اس کے سینہ کی نچلی پسلیوں تک پہنچتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اس کے باقی ساتھی بھی ایسے ہی لمبے ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ درخت کی شاخ جو میرے ہاتھ میں تھی۔ اور جس سے میں حملہ کر رہا تھا۔ بار بار مارنے کی وجہ سے اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا ہے۔ اور وہ چھوٹی ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس چھوٹی سی ٹہنی سے ہی میں ان لوگوں کا مقابلہ کر سکونگا۔ وہ جرنیل جو سب سے آگے تھا۔ اور جس نے میرا رستہ روکا ہوا تھا۔ میں نے اس کے پیٹ پر شاخ ماری۔ اور کہا رستہ چھوڑ دو۔ جب میں نے کہا رستہ چھوڑ دو۔ تو اس بادشاہ نے بھی کہا رستہ چھوڑ دو۔ اور میں نے بار بار وہ ٹہنی ان جرنیلوں کو مارنی شروع کی۔ اور وہ رستہ کھولتے چلے گئے۔ آخر میں نے وہ سڑک بھی طے کی۔ اور دوسرا موڑ بھی طے کیا۔ اور تیسرے موڑ کی طرف مڑا۔ جہاں سے ہمارے باغ کی طرف راستہ جاتا تھا۔ جب میں اس موڑ پر مڑا۔ تو اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے ہمارے گھر کی کچھ عورتیں بھی ہمارے ساتھ ہو گئی تھیں۔ اور مجھے میری پشت کی طرف سے ایک آواز آئی۔ جو ام ناصر احمد کی معلوم ہوتی ہے۔ آواز یہ تھی کہ "واہ عبد اللہ کا ڈنڈا" مجھے یہ فقرہ عجیب سا معلوم ہوا۔ اور میں نے کہا عبد اللہ کا ڈنڈا کیا؟ اس پر ام ناصر نے کہا کہ جب آپ آگے چلے گئے۔ اور دشمن نے رستہ روک لیا۔ تو عبد اللہ نے (جو ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی معلوم ہوتا ہے مگر میں اسے جانتا نہیں) یہ سمجھا کہ اب یہ لوگ آپ کو پکڑنے کی کوشش کریں گے چنانچہ اس نے ایک ڈنڈا پکڑ لیا۔ اور دیوانہ وار دشمن کے جرنیلوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ جہاں اس کا ڈنڈا گرتا تھا دشمن کچلا جا کر بالکل زمین سے پیوست ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے عبد اللہ شہید ہو گیا۔ اس وقت گو مذکورہ بالا عبد اللہ کی لاش کچھ فاصلہ پر ہے۔ اور اس کے درمیان کچھ رستے کے موڑ بھی ہیں۔ لیکن کشفی طور پر مجھے اس عبد اللہ کی لاش دکھائی گئی۔ وہ بڑے قوی بدن کا اور تن و توش والا آدمی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے۔ گول چہرہ ہے اور ڈاڑھی مونچھ بالکل نہیں۔ گویا ڈاڑھی کے لحاظ سے تو وہ دس گیارہ سال کا لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قد اور جسامت کے لحاظ سے وہ ایک جوان بالغ مرد معلوم ہوتا ہے۔ میں نے خواب میں عبد اللہ کی بہادری اور اس کی وفاداری پر تعجب اور تحسین کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں باغ میں داخل ہونے لگا۔ تو باغ میں سے دو تین آدمی نکلے۔ ان میں سے ایک آدمی جو مجھ سے مخاطب ہو کر بولا درمیانے سے کسی قدر چھوٹے قد کا تھا۔ اور سر پر اس کے پشاوری لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے بڑی حیرت اور تعجب سے مجھے کہا۔ کہ ہم نے جو کنواں لگایا ہے اسے ہم متواتر کئی دن سے رات اور دن بغیر وقفے کے چلا رہے ہیں۔ لیکن اس کا پانی بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ وہ اس بات کو زور دے دے کر بیان کرتا ہے۔ گویا وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام کا ذکر کر رہا ہے۔

اس واقعہ سے پہلے میں اس جگہ کے متعلق یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ یہ ربوہ ہے۔ بلکہ محض کوئی جگہ تصور کرتا تھا۔ لیکن جب اس شخص نے یہ باتیں کیں۔ تو اس وقت مجھے یہ خیال آیا۔ کہ یہ ربوہ ہی مقام ہے۔ اور یہ کنواں وہی کنواں ہے۔ جو ربوہ کے مقام پر کھودا گیا ہے۔ اور جس میں ٹیوب ویل نصب کیا گیا ہے۔

درخواستہائے دُعا

(۱) کراچی سے محترمہ شاہجہان بیگم صاحبہ بذریعہ تار اطلاع دیتی ہیں۔ کہ ڈاکٹر محمد زبیر صاحب تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں (۲) میری اہلیہ شدید خون کی کمی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ انہیں لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ ڈاکٹر احمد فائنل ایر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس میڈیکل کالج لاہور

خطبہ جمعہ ۲۳

اخلاق عقائد کا ایک پرتو ہوتے ہیں

تم احمدیت میں اس لئے داخل ہوئے ہو کہ اپنے اندر کوئی نئی تبدیلی پیدا کرو

از حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ رمئی ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

مرتبہ مولوی نظام الدین صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مجھے ہیٹ سٹروک (Heat stroke) کی تکلیف ہو گئی تھی جسے لُو لگنا کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پہلے تو اسہال کی تکلیف ہو گئی اور اس کے بعد سر چکرانے اور اعصابی کمزوری کی شکایت ہو گئی۔ اس حالت میں میرے لئے

مناسب تو نہ تھا

کہ میں باہر آتا۔ لیکن چونکہ پچھلے جمعہ میں بھی میں نہیں آسکا اور جو بعض لوگ باہر سے آئے تھے میری عدم موجودگی سے ان کو تکلیف ہوئی اور بعض کے خطوط پڑھ کر مجھے تکلیف ہوئی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ جیسے بھی ہو خطبہ پڑھوں تا کہ باہر سے آنیوالوں کی دلشکنی نہ ہو۔

تمام احباب جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں اور ان کی اولادوں کو بھی جاننا چاہیئے کہ وہ احمدیت میں داخل اس لئے ہوئے ہیں کہ وہ

اپنے اندر کوئی نئی تبدیلی

پیدا کریں۔ اخلاق عقائد کا ایک پرتو ہوتے ہیں۔ بظاہر اخلاق ایک چھوٹی چیز نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ بہت بڑی چیز ہیں۔ عقائد کا تعلق آسمانی چیزوں سے ہوتا ہے اور اخلاق کا تعلق زمینی چیزوں سے ہوتا ہے لیکن اگر ہم غور کریں تو روح اور جسم کا جو تعلق اور جوڑ ہمیں نظر آتا ہے بعینہٖ وہی تعلق اور اسی طرح کا جوڑ اخلاق اور عقائد میں ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت

اخلاقی پہلو

کی طرف پوری توجہ نہیں دے رہی میں اس وقت جماعت کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پہلے مختصراً بتاتا ہوں پھر خدا نے اگر توفیق عطا کی تو مفصل بیان کروں گا۔ پہلے ساکنین قادیان اور پھر ساکنین ربوہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ ان کے اخلاق تمام جماعت کے لئے نمونہ کے طور پر ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے اخلاق کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اخلاقی باتوں میں سب سے اہم چیز محنت ہے۔ سچائی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ انصاف اور فرائض کی ادائیگی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ پس محنت ایک اساسی خلق ہے۔ لیکن عام طور پر کام کرنے والوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ کام کو ایک گلے پڑا ڈھول سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے فرائض کو پوری طرح سرانجام نہیں دیتے اور اس طرح وہ لوگ جن کو ان کی محنت سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ اس کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔

دوسرا اساسی خلق

سچ ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ بے شک ایسی چیز ہے جو ایسی چیزوں سے تعلق رکھتی ہے جو سامنے نہیں ہوتیں۔ لیکن انسان تجربہ کے بعد ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ سمجھ سکتا ہے کہنے والا سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض دفعہ اور لوگ سچ بول کر اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ پس جھوٹ ایک اساسی گناہ ہے اور سچ ایک اساسی خلق ہے۔ پہلا فعل گناہ اور قطعی گناہ ہے اس کو چھوڑنا چاہیئے۔ اور دوسرا ایک فرض اور قطعی فرض ہے اس کو اختیار کرنا چاہیئے اور یہ دونوں چیزیں اساسی ہیں اور جماعت کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس حد تک ان پر کاربند اور عمل پیرا ہے خصوصاً

ساکنین ربوہ اور ساکنین قادیان

کو چاہیئے کہ وہ اس طرف خاص توجہ دیں اور اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کریں۔ یہ دونوں خلق جن کو میں نے بیان کیا ہے ایسے ہیں جن کے بعض حصے ہر ایک انسان پر ظاہر نہیں ہوتے۔ تم میں سے بعض جھوٹ کی تمام تعریفیں نہیں سمجھتے۔ لیکن تم میں سے ہر ایک جھوٹ کے کوئی نہ کوئی معنے ضرور سمجھتا ہے۔ اگر جھوٹ کی سو قسمیں ہوں تو کوئی ان میں سے پچاس سے واقف نہ ہو گا اور اگر پچاس ہوں تو کوئی ان تمام پچاس تعریفوں سے واقف نہ ہو گا۔ لیکن وہ ان میں سے کسی ایک کا تو ضرور واقف ہوتا ہے۔ اسی طرح محنت ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بارہ گھنٹے کام کرے اور وہ محنتی نہ ہو اور دوسرا سات گھنٹے کام کرے اور وہ محنتی ہو۔ لیکن ہر ایک آدمی محنت کی کوئی نہ کوئی تعریف کرتا ہے اور جانتا ہے کہ محنت کس کو کہتے ہیں۔ پس

جماعت کو چاہیئے

کہ وہ اپنا محاسبہ کرے اور اپنے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرے کہ یہ میرے نزدیک جھوٹ اور یہ سچ ہے اور ان میں سے کس کو میں نے ترک کرنا تھا اور کس کو اختیار کیا ہے۔ اور کس کو اختیار کرنا تھا اور کس کو میں نے ترک کیا ہے اور صحیح تعریف کے مطابق چل رہا ہوں یا نہیں اور اس پر عمل کر رہا ہوں یا نہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

جھوٹ کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے انبیاء۔ صلحاء۔ علماء اور دنیاوی عالم جو سمجھتے ہیں وہ تم میں سے ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن جتنا اسے تم نے سمجھا ہے تم اس سے پرہیز کرو۔ اسی طرح تم محنت کی تعریف نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن جو معنے محنت کے تمہارے نزدیک اور تمہارے ذہن میں آتے ہیں ان کے مطابق محنت کرو اور جو معنے تمہارے نزدیک جھوٹ کے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے جھوٹ مت بولا کرو یہانتک کہ میں ان دو صفات پر سیر حاصل بحث کر کے تمہیں زیادہ سے زیادہ واقف کر دوں۔

سکھوں میں تبلیغ کا نادر موقع

نظارت دعوت و تبلیغ نے مشرقی پنجاب و ہندوستان کے سکھوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے گورمکھی ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ اس وقت اس کے تین نمبر مختلف ترجموں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مشرقی پنجاب کے آمدہ بعض خطوط سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کی مقبولیت اہل علم طبقہ میں بڑھ رہی ہے۔ اس لئے احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اور دینی جماعتوں کی طرف سے یہ رسالہ سکھوں کے نام جاری کروا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اس سلسلہ میں ہر قسم کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان انڈیا اور محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بحساب رسالہ گورمکھی ارسال فرمائی جائیں اور خاکسار کو صرف ان کی اطلاع کر دی جائے۔ تا ان کی طرف سے سکھوں کے نام یہ رسالہ بھجوایا جا سکے

مینجر رسالہ گورمکھی ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

درخواست دعا

میرے دوست مرزا منیر احمد صاحب ولد مرزا فتح محمد صاحب کراچی میں کچھ عرصہ سے بوجہ ملیریا بخار بیمار چلے آرہے ہیں دوست ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

عبد اللطیف بلوچ متعلم مدرسہ احمدیہ احمد نگر

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نائیجیریا میں تبلیغ اسلام!

۲۰۰۰ ٹریکٹوں کی مفت تقسیم ــــ یوم التبلیغ کا شاندار پروگرام

(از مکرم نسیم سیفی صاحب بی اے امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا حال مقیم ربوہ)

اگرچہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر فرد اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں تبلیغ احمدیت کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہوئے ہر وقت تبلیغ میں مصروف رہتا ہے۔ اور اس بات کا اقرار بڑے سے بڑا مخالف بھی بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کرتا رہا ہے۔ اب بھی کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ کہ احمدی سفر میں ہوں یا حضر میں ہر چھوٹے بڑے کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سال میں دو روز اجتماعی تبلیغ کے لئے مقرر فرما کر تبلیغ کے ایسے مواقع بہم پہنچا رکھے ہیں۔ کہ جن کا انفرادی تبلیغ کی نسبت کہیں زیادہ اثر ہوتا ہے۔ جس وقت کسی شہر کے لوگ ساری کی ساری احمدیہ جماعت کو اکٹھے تبلیغ کرتے دیکھتے ہیں۔ تو نہ صرف ان کی توجہ ہماری طرف زیادہ مبذول ہو جاتی ہے۔ بلکہ اجتماعی زندگی کا ایک ایسا نقشہ ان کے سامنے آجاتا ہے۔ کہ جسے وہ انتہائی رشک اور نہایت حسد کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ کہ مسلمان کروڑوں کروڑ ہونے کے باوجود اور متعدد ممالک میں برسر اقتدار ہونے کے باوجود اسلام کے لئے ایک تنکا تک توڑنے کی مقدرت نہیں رکھتے۔ اور دوسری طرف یہ حالت ہے۔ کہ چند افراد پر مشتمل ایک ایسی جماعت جس کے پاس نہ دولت ہے۔ اور نہ طاقت اپنا ہر قسم کا کاروبار چھوڑ کر اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہو جاتی ہے۔ تصویر کے دو رخوں کا یہ تضاد اپنے اندر اتنی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ ہر کس و ناکس اس کا معترف ہے۔

نائیجیریا سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ گذشتہ یوم التبلیغ خدا کے فضل سے نہایت شاندار پروگرام کے ماتحت منایا گیا۔ اور احباب جماعت نے جو کہ سارے کے سارے بلا استثنائے احدے مقامی (سوائے دو پاکستانی مبلغین کے) لوگ ہیں۔ نہایت اخلاص اور جوش سے اس فریضہ کو سر انجام دیا۔ مسٹر اولوکوڈانا (MR OLOKODANA) جو کہ لیگوس مشن کے سیکرٹری تبلیغ ہیں کے زیر اہتمام لیگوس مشن کو چودہ گروپوں میں تقسیم کر کے شہر کے مختلف حصوں میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔ چنانچہ ان چودہ گروپوں نے علاوہ زبانی تبلیغ کے دو ہزار (۲۰۰۰) کی تعداد میں ٹریکٹ مفت تقسیم کئے۔ اور دو پونڈ کی کتابیں بھی فروخت کیں۔ کتب کا فروخت کرنا بھی تبلیغ کے بہت اچھے نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ مفت تقسیم کئے گئے لٹریچر کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ جن لوگوں کو ٹریکٹ دیئے جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب اسے شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں۔ یا نہیں۔ لیکن جو کتب فروخت کی جاتی ہیں۔ خریدنے والے یقیناً انہیں شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں اور اسے کافی دیر تک اپنے پاس رکھتے ہیں۔ پس ان امور کے پیش نظر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کا فروخت کرنا بھی تبلیغی لحاظ سے سب سے مفید ثابت ہوتا ہے۔

لیگوس کے علاوہ نائیجیریا کے جن علاقوں سے یوم التبلیغ منائے جانے کی رپورٹس موصول ہوئیں ان کے نام یہ ہیں۔ اوٹا (OTTA) الارو (ILARO) ایجیبواوڈے (IJEBU ODE) ایپے (EPE) اگبیڈے (AGBEDE) اگبور (AGBOR) جوس (JOS) ایفے (IFE) آڈو ایکیتی (ADO EKITI) میدوگری (MAIDUGURI) جیڈے (IJEDE) اور اوو (IWO) ان میں سے بعض مشن حال ہی میں قائم ہوئے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے نہایت استقلال اور جوش کے ساتھ تبلیغ احمدیت میں مصروف ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ نائیجیریا کے تمام احمدیوں کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائے اور انہیں بیش از بیش دینی خدمات کی توفیق دے۔ آمین نیز وہاں کام کرنے والے پاکستانی اور لوکل مبلغین کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ وہاں کے سیاسی حالات جیسے کہ میں اپنے ایک گذشتہ نوٹ میں بتا چکا ہوں۔ روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی جماعت کا محافظ ہو۔ اور بہتری کے سامان پیدا کرے۔ آمین

درخواستہائے دعا:۔ محمود فاضل صاحب بی اے کو تین ماہ سے میعادی بخار ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نور الدین قریشی (راولپنڈی)

(۲) میرا بھانجہ مرزا لطف المنان بیمار رہی۔ کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ احباب درد دل سے درازی عمر اور خادم دین ہونے کی دعا فرمائیں۔ مرزا عبد المنان راحت گوالمنڈی (راولپنڈی)

ڈاکٹر سلطان علی خان صاحب آف ماڑی بچیاں مرحوم

خاکسار کے والد محترم جناب ڈاکٹر سلطان علی خان صاحب کی وفات ۲۹ اپریل بروز ہفتہ صبح ۱۰½ بجے کے قریب ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

محترم قبلہ والد صاحب اپنے گاؤں میں غالباً سب سے پہلے احمدی تھے۔ اور احمدیت کے لئے اپنے دل میں بہت ہی درد رکھتے تھے۔ آپ نہایت ہی صاحب اخلاق۔ صاف گو۔ زندہ دل اور نیک طبیعت انسان تھے جب کوئی دوست قادیان سے تشریف لاتے۔ تو ان کی بہت خاطر و مدارات کرتے۔ اور محبت سے پیش آتے تھے۔ خاص کر خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد سے بہت ہی انہیں انس تھا۔ ملازمت کے بعد ۱۹۳۲ء میں پنشن لے کر اپنے گاؤں ماڑی بچیاں ضلع گورداسپور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ زیادہ وقت ذکر الٰہی میں ہی گذارتے تھے۔ گاؤں میں اپنی راجپوت برادری میں کافی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ برادری کے لوگ اپنی ہر تکلیف اور صلاح مشورہ کے لئے ان کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔ آپ گاؤں میں لڑائی جھگڑوں اور سرکاری مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دینے (جن کی کہ زمیندارہ گاؤں میں اکثر مرض ہوتی ہے) کے بہت ہی مخالف تھے۔ اور ہمیشہ ان باتوں سے اجتناب کرتے تھے۔ آپ نے دوران ملازمت میں زیادہ تر قصبہ بٹالہ۔ گورداسپور کلانور۔ مادھوپور۔ امرتسر اور سرائے امانت خان وغیرہ مقامات پر گذارا ہے۔ آپ لڑائی جھگڑوں کے مقدمات میں کبھی جھوٹے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ نہ دیتے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ آپ جہاں بھی رہے اپنے اور بیگانے آپ کی دیانتداری کے معترف تھے۔ خاص کر مجسٹریٹ اور وکلاء صاحبان آپ کے دیئے ہوئے سرٹیفکیٹوں کو بہت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ مریضوں کا علاج نہایت ہی تندہی سے کرتے۔ عرصہ ملازمت میں اور بعد از ان بھی آپ اکثر اوقات تبلیغ احمدیت میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی کوئی قادیان سے مبلغ تشریف لاتے۔ تو ان کے ذریعے اپنی برادری اور باقی گاؤں کے لوگوں کو صحیح پیغام حق پہنچاتے غرض تبلیغی لحاظ سے بھی آپ نے اپنی زندگی میں بفضلہ تعالیٰ اچھا کام کیا ہے۔

آپ زبان فارسی کی کافی مہارت رکھتے تھے۔ گلستان۔ بوستان وغیرہ کتب کے اکثر مقامات آپ کو زبانی یاد تھے۔ اور دوران گفتگو میں آپ عموماً فارسی اشعار اپنی زبان پر لاتے رہتے تھے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۸۳-۸۴ برس کے قریب ہوگی۔ آپ موصی بھی تھے۔ اپنے پیچھے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ محترم والد صاحب مرحوم کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہمیں صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (خاکسار محمد شریف احمد فضل منزل ۱۲ فرید سٹریٹ گنج مغلپورہ لاہور)

مومن کی حقیقی تعریف

جہاں یہ کل تھے وہیں آج تم نہ رُک رہنا ٭ قدم بڑھاؤ کہ ہے انتقال میں برکت

"حقیقی مومن کی یہ تعریف ہے۔ کہ اس کا ہر قدم پہلے قدم سے ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔ ہماری ترقی وابستہ ہے۔ اس بات سے کہ ہر خادم تبلیغ کرے۔ اور باقاعدہ تبلیغ کرے۔ اور سچی خوشی اپنا آرام اپنی جنت اس بات میں سمجھے۔ کہ اس زمانہ کے سچے فدائے اسلام۔ عاشق رسول اور غمخوار ملت یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ہر مسلمان ایمان لا کر احمدیہ جماعت میں داخل ہو کر اپنی جان۔ مال۔ عزت اور وقت اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دے۔ اے حقیقی مومنو۔ تیز قدم اٹھاؤ۔ اور جلد جلد پیغام حق متلاشیان حق کو پہنچاؤ۔"

(مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

چہور چک ۱۱۷ میں جلسہ پیشوایان مذاہب

مورخہ ۲۸ ؟ کو نماز عشاء کے بعد چوہدری ڈاکٹر غلام حامد صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ عزیز ناصر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ناصر احمد ولد چوہدری غلام حسین صاحب نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے بعض واقعات بیان کئے۔ تقریر آدھ گھنٹہ کے قریب جاری رہی اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

وصایا

وصایا مندرجہ ذیل سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۲۵۸۰ میں مستری رحمت اللہ ولد محمد بخش صاحب عمر ۴۸ سال ساکن چک $\frac{93}{6.R}$ ڈاکخانہ منڈی ہارون آباد ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{49}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد ۶ ایکڑ اراضی جس کی نصف کی قیمت ادا کرنا باقی ہے۔ اس کے علاوہ ایک بھینس ایک بچھڑا اور گھر کے برتن وغیرہ قیمتی ۳۲۰/- روپے ہے۔ میں اس سب جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اور میں اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات جو میری جائداد ثابت ہو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد: مستری رحمت اللہ
گواہ شد:- غلام محمد۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل برادر موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- عبدالحمید بقلم خود برادر موصی۔ گواہ شد:- نور محمد دیہاتی مبلغ چک $\frac{93}{6.R}$

وصیت نمبر ۱۲۷۱۳ میں منیرہ ثروت بنت خان جناب صاحب دوی فرزند علی صاحب عمر ۲۲ سال ساکن قادیان حال ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{50}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۶۰/- روپے ہے۔ جس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں میری اس وقت جائداد زیورات طلائی ایک تولہ آٹھ ماشہ قیمتی ۱۹۶/۱۰/- روپے ہے۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور آئندہ جو جائداد میری ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔
دستخط: منیرہ ثروت معرفت کیپٹن ایم۔ اے رحمٰن ۶۱ قصاب محلہ ٹینگو بلڈنگس پشاور صدر۔ گواہ شد: مبارک احمد اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری۔ گواہ شد: فرزند علی ناظر بیت المال ربوہ۔

اعلانِ نکاح

عزیز رحمٰن خان صاحب ولد محمد الدین صاحب قوم ککے زئی حال ملازم بٹالہ پور کا نکاح شوکت بیگم صاحبہ بنت محمود احمد صاحب کنسٹیبل ساکن محلہ گوبند پورہ لائل پور کے ساتھ ۵۰۰/- روپیہ حق مہر پر جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر وکیل امیر جماعت احمدیہ لائل پور نے $\frac{5}{50}$ ۲۰ کو مسجد الفضل میں پڑھایا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔
خاکسار نور الحق ہوسٹل زراعتی کالج۔ لائلپور

گمشدہ لڑکے کی تلاش

ایک لڑکا جمیل احمد عمر تقریباً ۱۰ سال مورخہ $\frac{5}{50}$/۳۱ کی دوپہر سے لاپتہ ہے۔ یہ لڑکا دیہاتی وضع کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ یعنی سبز دھاریوں والی دھوتی گلے میں لکیر دار قمیض۔ پاؤں میں بوٹ اور سر سے ننگا ہے۔ جمیل احمد اصل میں گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے۔ اور حال ہی میں لاہور پڑھنے کی غرض سے آیا تھا۔ جو کوئی اس لڑکے کو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا دے گا۔ یا از راہ کرم اطلاع دے گا۔ ان صاحب کو کرایہ آمد و رفت کے علاوہ مبلغ دس روپے انعام دیا جائے گا۔
پتہ:- ناظر حسین صفدر۔ ۵ ۳ ینڈوز ہوٹل۔ مال روڈ لاہور یا مکان ۳۶ رحمان سٹریٹ نلیمنگ روڈ لاہور

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی،

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بی اے ایل ایل بی پی سی ایس۔ ڈپٹی کسٹوڈین۔ لائل پور

مقدمہ ۱۰۲ مال ۱۹۵۰ء

قطب الدین ولد جھنڈا قوم ترکھان سکنہ چک $\frac{373}{}$ تحصیل سمندری

بنام

ٹھاکر داس ولد لام قوم ساکن چک $\frac{373}{گ.ب}$ تحصیل سمندری ضلع لائل پور حال ہندوستان

درخواست زیر دفعہ ۱۶۔ آرڈیننس ۱۵ سال ۱۹۴۹ء بدیں امر کے احاطہ $\frac{1}{2}$ ۱۰ واقعہ آبادی موضع $\frac{373}{گ.ب}$ جائیداد متروکہ میں سے۔ بلکہ مورخہ $\frac{11}{31}$ ۱۶ کو مسمی ٹھاکر داس ولد لام قوم کے مدعی کے پاس بعیہ بالعوض مبلغ ۲۰۰/- روپیہ بذریعہ رسید مورخہ $\frac{11}{31}$ ۱۶ کیا۔

بنام

ٹھاکر داس ولد لام قوم چک $\frac{373}{گ.ب}$ تحصیل سمندری حال ہندوستان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی ٹھاکر داس ولد لام قوم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام ٹھاکر داس مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر ٹھاکر داس مذکور تاریخ ۱۲ ماہ جولائی ۱۹۵۰ء بمقام لائل پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ۲۵ ماہ مئی ۱۹۵۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم ....
مہر عدالت ....

(بقیہ صفحہ ۲)

تاکہ قارئین حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے ترجمے سے اس کا موازنہ کر کے دیکھ لیں کہ آپ نے صحیح ترجمہ کیا ہے یا نہیں۔ فھو ھذا:-

فکانت ھذہ عامۃ لمن جاء
من بعدھم فقد صار ھذا الفیٔ
بین ھؤلاء جمیعاً فکیف نقسمہ
لھؤلاء وندع من تخلف بعدھم
بغیر قسم فاجمع علیٰ ترکہ وجمع
خراجہ (کتاب الخراج صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاص متنازعہ امر کے متعلق حضرت عمرؓ کے فیصلہ کا انحصار صرف ایک اسی آیۂ کریمہ پر تھا۔ باقی آیات تو آپ نے بطور تمہید کے تلاوت فرمائی تھیں۔ جن میں سے ایک آیۂ لکیلا یکون منکم بین الاغنیاء منکم بھی تھی۔

اس متنازعہ میں سوال صرف آئندہ آنیوالوں کے لئے زمین کو محفوظ رکھنے کا تھا۔ نہ کہ حاضر و موجود غرباء اور مساکین کو حصہ دینے کا تاکہ دولت امراء ہی میں چکر نہ کھاتی رہے۔

اگر حاضر و موجود غرباء اور مساکین کا سوال ہوتا تو متنازعہ کی کوئی وجہ ہی نہ تھی۔ شروع ہی میں مفتوحہ زمین اس اصول کے مطابق تقسیم ہوتی اگر ہم تقسیم۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ آیا حکومت حاضر و موجود مستحقین کو چھوڑ کر آئندہ آنے والوں کے لئے زمین محفوظ رکھ سکتی ہے؟

مقالہ نگار صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت عمرؓ نے کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کے اصول پر زمینیں رکھی تھیں۔ ہم نے عرض کیا تھا کہ اس اصول پر نہیں رکھی تھیں۔ حوالہ پیش کیا جائے مقالہ نگار صاحب نے بڑے غور و خوض کے بعد حوالہ پیش کیا بھی تو کس ادا کے ساتھ کہ روایت کی اصل عبارت میں ہی تحریف کر ڈالی۔ جس کے بغیر آپ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اب مقالہ نگار صاحب اپنی حالیہ تحریرات کے آخر میں پوچھتے ہیں

"تو کیا جو اردو ترجمہ میں نے نقل کیا ہے وہ غلط تو نہیں؟ اس میں تحریف و تنسیخ تو نہیں کی گئی ہے؟"

اپنے اس سوال کا جواب اب مقالہ نگار صاحب خود دے سکتے ہیں۔ آپ نے ترجمہ کے ساتھ جو کچھ آزادروی فرمائی ہے۔ اس کو ہم نے واضح کر دیا ہے۔ آپ نے صرف ایک الف زیادہ فرمایا ہے۔ بقول حضرت بلھے شاہ

اکو الف تینوں درکار

اب مقالہ نگار صاحب خود فیصلہ کر لیں کہ ان کے مضمون کا باقی حصہ کس پر چسپاں ہوتا ہے

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا ؎

خلاصہ:- حضرت عمرؓ نے عراق کی زرخیز زمین کو حکومت کے قبضہ میں کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کے اصول پر نہیں رکھا تھا۔ بلکہ آیۂ والذین جاؤا من بعدھم الخ کے اصول پر رکھا تھا۔ کیونکہ آیۂ کیلا یکون کا اصول متنازعہ نہیں تھا بلکہ اس دوسری آیۂ کا اصول متنازعہ تھا۔ مقالہ نگار نے "آیت" کے لفظ کو "آیات" میں محرف کر کے بری طرح اپنی بے لبی کا مظاہرہ کیا ہے

لاہور میں پیشوایان مذاہب کی سیرۃ پر عظیم الشان جلسہ

لاہور ۲ جون۔ سیکرٹری تبلیغ صاحب جماعت احمدیہ لاہور فرماتے ہیں کہ مقامی جماعت کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۴ جون بروز اتوار ۶½ بجے شام تعلیم الاسلام کالج ہال میں زیر صدارت جناب ملک عبدالقیوم صاحب پرنسپل لاہور کالج منعقد ہوگا۔ جس میں جملہ بانیانِ مذاہب کی پاکیزہ زندگیوں اور تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان جذبات رواداری پیدا ہوں اور ملک کی فرقے وارانہ فضا خوشگوار ہو۔

دنیا میں حقیقی اور مستقل امن کا حصول

واشنگٹن ۲ جون کل اپنی ہفتہ وار پریس کانفرنس کے موقعہ پر صدر ٹرومین نے کہا کہ دنیا ایک حقیقی اور مستقل امن کے آج اسقدر قریب ہے کہ گذشتہ پانچ سال میں پہلے کبھی اتنی قریب نہ تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکہ اس امن کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے اور اس سلسلے میں ہم اقوام متحدہ کی پوری پوری امداد کر رہے ہیں۔

فرانس کے صدر کے مجوزہ دورے کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے صدر ٹرومین نے کہا کہ ان کا استقبال ان کی شان کے شایان ہوگا جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی فرانس جائینگے تو کہا میں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔

(ی۔ س۔ ا۔ س)